علمائے دیوبند کے فتاویٰ

مفتی محمد ساجد

دارالعلوم دیوبند، ایشیا کے مسلمانوں کی ایک عظیم مرکزی اور دینی درسگاہ ہے، جو ڈیڑھ سو سال سے زیادہ مدت سے تفسیر وحدیث، فقہ وکلام اور تہذیب واخلاق وغیرہ علومِ دینیہ کے احیاء اور ترقی کی زبردست خدمت انجام دے رہی ہے۔

ہندوستان میں مغل سلطنت کے زوال کے بعد جب انگریزوں نے اپنے سیاسی مصالح کے پیشِ نظر اسلامی علوم و فنون کی قدیم درسگاہوں کو یکسر ختم کر دیا تھا۔ اس وقت نہ صرف اسلامی فنون وعلوم اور اسلامی تہذیب کے بقاء کے لیے بلکہ خود مسلمانوں کو مسلمان رکھنے کے لیے ضرورت تھی کہ عظیم بنیادوں پر ایک عظیم درسگاہ قائم کی جائے جو ہندوستان کے مسلمانوں کو الحاد اور بے دینی کے فتنہ عظیم سے محفوظ رکھ سکے، اس وقت اسلام کے تحفظ کی تمام تر ذمہ داری علماء کرام پر تھی، ہندوستان کی سرزمین شاہد ہے کہ علماء کرام نے بروقت اپنا فرض انجام دینے میں کوتاہی نہیں کی، دارالعلوم کے ذریعہ سے یہ توقعات بدرجہ اتم پوری ہوئیں، اور قلیل مدت میں دارالعلوم کی شہرت بامِ عروج پر پہنچ گئی اور بہت جلد یہ دارالعلوم نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کی ایک بین الاقوامی تعلیم گاہ بن گیا جس سے بالواسطہ اور بلا واسطہ لاکھوں کی تعداد میں علماء تعلیم حاصل کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں۔

دارالعلوم دیوبند صرف ایک تعلیم گاہ ہی نہیں ہے بلکہ درحقیقت ایک تحریک ہے، ایک مستقل مکتب فکر اور ایک بحرِ بے کراں ہے، جس سے ہندوپاک کے علاوہ دنیا بھر کے تشنگانِ علوم سیراب ہو رہے ہیں، برصغیر کے اطراف میں جس قدر دینی مدارس اس وقت موجود ہیں ان کے اساتذہ تقریباً بلا واسطہ یا بالواسطہ دارالعلوم ہی کے فیض یافتہ ہیں اور ہر سال سینکڑوں طلبہ ان اداروں سے فارغ ہو دنیا کے مختلف خطوں میں پھیل کر درس وتدریس، وعظ وتبلیغ اور تصنیف وتالیف کے ذریعے سے اشاعتِ دین کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔

۱۲۸۳ھ سے ۱۴۳۴ھ تک تقریباً ڈیڑھ سو سال کی مدت میں اگر دار العلوم کی ان خدمات کا جائزہ لیا جائے جو اس نے سر انجام دیں تو معلوم ہوگا کہ دنیا کے ہر ہر خطے میں اس نے اپنے فرزندان رشید کو پہنچا دیا ہے، جو اس خطے میں آفتاب و مہتاب بن کر چمکے اور مخلوقِ خدا کو ظلمتِ جہل سے نکال کر انہوں نے نورِ علم سے مالا مال کر دیا۔

فضلائے دار العلوم کی تصنیفی خدمات:......دار العلوم دیوبند کی تعلیمی وتدریسی خدمات ایک معروف حقیقت ہے اور دنیا نے اس کا اعتراف کیا ہے، علمائے دیوبند نے درس وتدریس، وعظ وتقریر اور دوسرے دینی مشاغل کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کے میدان میں بھی جو عظیم الشان کارنامے انجام دیے ہیں وہ نہ صرف برصغیر کے مسلمانوں کے لیے بلکہ دنیائے اسلام کے لیے بھی ایک قابلِ فخر سرمایہ ہے، علوم دینیہ سے متعلق کوئی علم وفن ایسا نہیں ہے جس میں ان کی تصنیفات و تالیفات موجود نہ ہوں، ان میں بڑی بڑی ضخیم کتابیں بھی ہیں اور چھوٹے چھوٹے رسالے اور کتابچے بھی ہیں، عوام الناس کے لیے آسان اور سہل انداز میں لکھی جانے والی کتابیں بھی ہیں اور علمی گتھیوں کو سلجھانے والی تحقیقی کتب بھی......

علمائے دیوبند کے اس تحریری سرمائے کا مدار شام کے ایک جلیل القدر عالم شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کے بقول "گہرے علم اور وسیع مطالعے کے علاوہ تقویٰ وصلاح، روحانیت اور استغراق فی العلم ہے"، چنانچہ شیخ ابوالفتاح ابوغدہ علمائے دیوبند کی تصانیف کی اہمیت کے اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"علم وتقویٰ کے اساطین سے مالا مال اس عظیم الشان ادارے کے علماء عظام کی خدماتِ جلیلہ کا ذکر کرتے ہوئے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں بلکہ اگر ذرا جرأت کروں تو کہہ سکتا ہوں کہ وہ ہمارا ایک واجبی حق ہے جس کا مطالبہ میں کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ ان علماء کرام کا فریضہ ہے کہ اپنے متفردانہ عقول کے نتائجِ فکر بیش بہا علمی فیوض وتحقیقات کو عربی زبان کا جامہ پہنا کر عالم اسلام کے دوسرے علماء کے لیے استفادے کا موقع فراہم کریں، فریضہ ان حضرات پر اس لیے عائد ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص ہندوستان کے علمائے محققین کی کوئی تصنیف پڑھتا ہے تو اس میں اس کو وہ نئی متفردانہ تحقیقات ملتی ہیں جن کا مدار گہرے علم اور وسیع مطالعے کے علاوہ تقویٰ اور صلاح اور روحانیت پر ہوتا ہے، چونکہ ہندوستان کے یہ علماء وشیوخ کرام، صلاح روحانیت اور استغراق فی العلم جیسی شروط پر نہ صرف یہ کہ پورے اُترتے ہیں بلکہ سلفِ صالحین کے صحیح وارث اور ان کے نمونے ہیں اس لیے ان کی کتابیں نئی اور کار آمد چیزوں سے خالی نہیں ہوتیں، بلکہ ان حضرات کی بعض کتابیں تو وہ ہیں جن میں ایسی چیزیں ملتی ہیں جو متقدمین علمائے اکابر مفسرین ومحدثین اور حکماء کے یہاں بھی دستیاب نہیں ہوتیں"۔ (تاریخ دار العلوم دیوبند: ۲/۳۹۴)

☆......☆......☆

علمائے دیوبند کی تصنیفات وتالیفات ہر فن میں ہیں جن کی تعداد ہزاروں میں ہے، جن کے تذکرے کے لیے بھی

ایک ضخیم جلد درکار ہے، ذیل میں علمائے دیوبند کے تحریر کردہ فتاویٰ کا تعارف پیش ہے، جو ان کی علمی صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

☆......☆......☆

فتاویٰ رشیدیہ:......حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو گوناگوں صلاحیتوں سے نوازا تھا، تمام علوم وفنون میں آپ کو ملکہ تامہ حاصل تھا، لیکن فقہی شان سب سے نمایاں تھی، حضرت نانوتویؒ، آنجناب کو "ابوحنیفہ عصر" فرماتے تھے اور حضرت مولانا انور کشمیریؒ آپ کو "فقیہ النفس" قرار دیتے تھے۔

"فتاویٰ رشیدیہ" حضرت گنگوہیؒ کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے جو آپ نے دارالعلوم دیوبند کے ابتدائی دور میں لکھے، اس میں چند فتاویٰ وہ بھی ہیں جو آپ کے تلامذہ نے لکھے ہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ کا تعارف کراتے ہوئے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں:

"دارالعلوم کے فتاویٰ کا ابتدائی دور فتاویٰ رشیدیہ سے شروع ہوتا ہے لیکن نہایت حسرت کا مقام ہے کہ حضرت ممدوح کے فتاویٰ کی نقول محفوظ رکھنے کا شروع میں نہ تو کوئی انتظام تھا، پھر کچھ مختصر اور ناتمام سا انتظام ہوا بھی مگر ان کے ضبط واشاعت یا حضرت ممدوح کی نظر ثانی کا کوئی موقع نہیں آیا، ان کی اشاعت حضرت کی وفات کے بعد مختلف اطراف میں گئے ہوئے خطوط کو جمع کر کے کی گئی اور ان میں ایک اختلاط یہ بھی پیش آ گیا کہ ۱۳۱۴ھ میں حضرت گنگوہی قدس سرہ کی ظاہری بینائی نزول ماء سے جاتی رہی تھی (تذکرہ، ص۱۰۰ ج۱) خود لکھنے پڑھنے سے معذور ہو گئے تھے، اس وقت اکثر خطوط اور فتاویٰ کا جواب حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرمایا کرتے تھے جن میں کبھی تو حضرت بطور املاء کے الفاظ لکھواتے تھے اور کبھی مضمون بتلا دیا کہ یہ لکھ دیں، اس لئے جو استناد واعتماد کا درجہ حضرت ممدوح کے فتاویٰ کو ہونا چاہئے تھا اس میں ایک حد تک کمی رہ گئی، فتاویٰ رشیدیہ کے نام سے جو تین حصے شائع ہوئے ہیں ان میں بعض مسائل ایسے بھی ہیں جن کے متعلق حضرت گنگوہی قدس سرہ کے مخصوص تلامذہ، مریدین اور خلفاء حضرت ممدوح کا فتویٰ، شائع شدہ فتویٰ کے خلاف نقل کرتے ہیں، یہ ممکن ہے کہ ان میں ابتداءً حضرت گنگوہی کا وہی فتاویٰ ہو جو شائع ہوا لیکن آخر تک حاضر خدمت رہنے والے اکابر علماء نے جو نقل کیا، وہ وہی آخری فتویٰ اور راجح قول شمار ہوگا، مثلاً: "ربوا فی دارالحرب" کے متعلق فتاویٰ رشیدیہ میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کے قول مشہور کے موافق دارالحرب میں کفار سے سود لینے کو ناجائز لکھا ہے مگر حضرت گنگوہی قدس سرہ کے متعدد خلفاء اور حضرت حکیم الامت قدس سرہ سے بارہا یہ سنا کہ حضرت گنگوہیؒ کا فتویٰ اس باب میں صاحبین اور جمہور کے موافق تھا اور اسی وجہ سے حضرت ممدوح نے حضرت حکیم الامت

کے رسالہ ''تحذیر الاخوان'' پر دستخط نہیں فرمائے کہ اس کے مضمون سے حضرت کو اختلاف تھا، اسی طرح سماع موتی کے مسئلے میں جو مضمون فتاویٰ رشیدیہ میں طبع ہوا ہے، استاذی وسیدی حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب سابق مفتی دار العلوم، حضرت گنگوہیؒ کا فتویٰ اس کے خلاف نقل فرماتے تھے۔ واللہ اعلم بحقیقتہ الحال''۔ (امداد المفتین، ص۹۲)

''فتاویٰ رشیدیہ'' مختلف اداروں سے شائع ہو چکا ہے، حال میں اس کا ایک جدید ایڈیشن ادارہ صدائے دیوبند سے جدید تحقیق وتخریج کے ساتھ شائع ہوا ہے۔

☆......☆......☆

فتاویٰ دار العلوم دیوبند (قدیم):......یہ فتاویٰ دو حصوں پر مشتمل ہے:

پہلا حصہ ''عزیز الفتاویٰ'' کے نام سے موسوم ہے، یہ حصہ دار العلوم دیوبند کے مفتی اول حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ کے ان فتاویٰ پر مشتمل ہے جو آپ نے ۱۳۲۹ھ سے ۱۳۳۴ھ تک تحریر کئے تھے، ۷۵۴ صفحات پر مشتمل اس حصے میں حضرت مفتی صاحب کے ۱۴۹۱ فتاویٰ ہیں۔

دوسرا حصہ ''امداد المفتین'' کے نام سے موسوم ہے، جو مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحبؒ کے ان فتاویٰ کا مجموعہ ہے جو آپ نے دار العلوم دیوبند کے صدر مفتی ہونے کی حیثیت سے دیئے تھے، اس حصے میں حضرت مفتی صاحب کے ۱۳۴۹ھ سے ۱۳۶۲ھ کے فتاویٰ مذکور ہیں جن کی تعداد ۹۶۶ ہے، اس حصے کے آخر میں ''اختیار الصواب فی مختلف الأبــواب'' کے نام سے ایک باب قائم کیا ہے، جس کے تحت ان مسائل کا ذکر ہے، جن سے حضرت مفتی صاحب نے رجوع کیا ہے، ان دونوں اجزاء کی ترتیب کا فریضہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے سرانجام دیا ہے۔ اس جز میں حضرت مفتی صاحبؒ کے فتاویٰ کے ساتھ ساتھ مختلف فقہی موضوعات پر لکھے جانے والے اٹھارہ رسائل بھی شامل ہیں۔

یہ فتاویٰ دو جلدوں میں ''دار الاشاعت، کراچی'' سے شائع ہو چکے ہیں۔

☆......☆......☆

امداد الفتاویٰ:......حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے فتاویٰ کا مجموعہ۔ یہ مجموعہ ابتدا میں ''فتاویٰ اشرفیہ'' کے نام سے موسوم تھا، بعد میں اس کا نام ''امداد الفتاویٰ'' رکھا گیا۔ اس فتاویٰ کی ترتیب وتہذیب کا فریضہ مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے سرانجام دیا ہے۔ 6 جلدوں پر مشتمل اس مجموعہ میں حضرت تھانوی کے ۱۲۹۶ھ سے ۱۳۲۶ھ تک فتاویٰ شامل ہیں، جن کی تعداد تقریباً ساڑھے تین ہزار ہے۔ اس مجموعہ کے مستند ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ حضرت تھانویؒ کے قلم سے تحریر کیے گئے ہیں لیکن اس کی مزید خصوصیت یہ ہے کہ سن ۱۲۹۶ھ سے ۱۳۰۱ھ تک کے فتاویٰ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کے تصدیق کردہ ہیں اور ۱۳۰۱ھ سے ۱۳۲۳ھ تک کے اکثر اہم فتاویٰ میں حضرت گنگوہیؒ کے مشورے

اوراصلاح شامل ہے، جس نے اس مجموعہ کے استناد کو مزید بڑھادیا ہے۔

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب ''امدادالفتاویٰ'' کی اہمیت ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''امدادالفتاویٰ کی تیسری جلد مطالعہ فرمائیں، یہ کتاب البیوع سے شروع ہوتی ہے اور زیادہ تر معاملات پر مشتمل ہے۔اس میں جدید معاملات کے بھی بہت سے مسائل آئے ہیں اور میں اپنے ذاتی تجربہ کی بنیاد پر عرض کرتا ہوں کہ معاملات کے موضوع پر اس سے زیادہ صاحب ثروت کتاب کوئی اور نہیں ہے...... معاملات جدیدہ کو سمجھنے اور اس کا فقہی حل نکالنے کے لیے فہم کی ضرورت ہوتی ہے، اس کتاب کو اگر اچھی طرح پڑھ لیا جائے تو معاملات کا فہم وتفقہ پیدا کرنے میں یہ کتاب بے نظیر ہے۔'' (اصلاحی مضامین:۱۲۵)

یہ کتاب مکتبہ دارالعلوم کراچی سے شائع ہوا ہے۔

☆......☆......☆

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند (جدید):......حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب دیوبندیؒ کے تحریر کردہ ہزاروں فتاویٰ کا مجموعہ۔حضرت مفتی صاحب دارالعلوم دیوبند کے باقاعدہ پہلے مفتی تھے۔آپ چھتیس سال دارالعلوم دیوبند کے منصب افتاء پر فائز رہے،اس دوران آپ کے قلم سے کم وبیش سوا لاکھ فتاویٰ جاری ہوئے لیکن ابتداءً نقل فتاویٰ کا انتظام نہ ہونے کی بنا پر جو فتاویٰ محفوظ رہے ان کی تعداد ۳۷۵۶۱ ہے۔

مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کے تحریر کردہ فتاویٰ کا ایک مجموعہ ''عزیز الفتاویٰ'' کے نام سے مفتی شفیع صاحبؒ نے بھی جمع کیا تھا،لیکن اس میں صرف حضرت مفتی صاحبؒ کے پانچ سالہ فتاویٰ تھے،جبکہ اس مجموعہ میں حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کے تمام فتاویٰ کو جمع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے،حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ لکھتے ہیں:

''......جس کا شاہد عدل ذخیرہ فتاویٰ ہے،جس کا ایک حصہ بہت پہلے مولانا محمد شفیع صاحب مفتی پاکستان نے ''عزیز الفتاویٰ'' کے نام سے شائع فرمایا تھا،مگر اس طرح کہ کچھ حصے مرتب تھے اور کچھ غیر مرتب، کچھ تصحیح جس پیمانہ پر ہونی چاہیے تھی، نہ ہو سکی تھی۔اصل ذخیرہ دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء میں محفوظ ہے، اب اس ذخیرہ کو از سرنو دارالعلوم کے ایک پورے عملے کے ذریعہ باضابطہ مرتب کیا جارہا ہے......''

یہ مجموعہ ۸ جلد اور ۱۶ اجزاء پر مشتمل ہے۔ابتدائی ۶ جلدوں اور ۱۲ اجزاء کی ترتیب کے فرائض مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب نے سرانجام دیے ہیں، جبکہ بقیہ آخری اجزاء کی ترتیب کے فرائض مفتی محمد امین صاحب پالن پوری نے سرانجام دیے ہیں۔

فتاویٰ کا یہ مجموعہ دارالاشاعت کراچی سے شائع ہوا ہے۔اس فتاویٰ کا پشتو ترجمہ بھی مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ سے شائع ہو چکا ہے۔

......................(جاری ہے)......................